www.KitaboSunnat.com

شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی ☆
مرتب: ملک کامران طاہر ☆☆

قراءاتِ متواترہ کی حجیت

زیر نظر مضمون دراصل شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی حفظہ اللہ کے ان ارشادات کی قلم بندی پر مشتمل ہے، جو کہ حضرت حافظ صاحب نے مادر اِدارہ کلّیۃ القرآن الکریم کے زیر اہتمام سالانہ محفل تجوید وقراءات ۲۰۰۶ء میں حجیت قراءات کے تفصیلی خطاب کی صورت میں پیش فرمائے۔اس خطاب کو بعدازاں مجلس التحقیق الاسلامی، لاہور کے آرگن ماہنامہ 'محدث' کے صفحات میں شائع کیا گیا تھا۔ ان قیمتی ارشادات کو 'مجلس' کے فاضل رکن کامران طاہر حفظہ اللہ نے قلم وقرطاس کے سپرد کیا تھا۔مناسب مقامات پر ضروری اضافہ جات کرنے کے بعد موصوف نے اس تحریر کو قراءات نمبر کے قارئین کے لئے دوبارہ ترتیب دیا ہے۔ [ادارہ]

اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لیے اپنے برگزیدہ بندے یعنی انبیاء و رسل مبعوث فرمائے اور اپنا پیغام دوسروں تک پہنچانے کے لیے آسمان سے کتب وصحائف نازل فرمائے جو درج ذیل ہیں:

﴿إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ﴾ [لمائدۃ:۴۴]

''ہم نے تورات نازل کی جس میں ہدایت اور روشنی تھی۔''

① تورات موجودہ بائبل (کتاب مقدس) کا ایک حصہ ہے کتاب مقدس کے دو اہم حصے ہیں:

عہد قدیم(Old Testament) ،عہد جدید(New Testament) عہد قدیم بمقابلہ عہد جدید زیادہ ضخیم ہے کل بائیبل تمام عیسائیوں کی مذہبی کتاب ہے، لیکن یہودیوں کی بنیادی مذہبی کتاب عہد قدیم ہے یہود عہد جدید کو نہیں مانتے، کیونکہ یہ صحائف انجیل ودیگر صحائف، جو عیسائیوں کے نزدیک مقدس ہیں، پر مشتمل ہے۔

عہد قدیم یہودیوں کے مختلف مقدس صحیفوں کا مجموعہ ہے عیسائیوں نے ابتدا ہی سے اسے اپنی مقدس کتاب تسلیم کیا ہے بلکہ پہلی دوسری صدی میلادی میں عام طور پر ان کی بھی مقدس کتاب عہد قدیم ہی رہی تا آنکہ اپی فینیس (Epiphanius) اور ایتھانیس (Athanasius) نے چوتھی صدی میلادی میں عہد جدید کو اس شکل میں جس میں کہ وہ اب موجود ہے تسلیم کیا۔[اُردو دائرہ معارف اسلامیہ، مادہ تورات، ص۷۰۳]

لیکن یہ ایک ایسی کتاب تھی جس کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود نہیں لیا بلکہ قوم موسیٰ کے سپرد کردیا کہ تم نے خود اس کی حفاظت کرنا ہے۔تورات اصل میں أسفار خمسه: سفر تكوين، سفر خروج، سفر لاويين،

☆ شیخ الحدیث، جامعہ لاہور الاسلامیہ (رحمانیہ)

☆☆ فاضل المعهد العالي للدعوة والإعلام، جامعہ لاہور الاسلامیہ ورکن مجلس التحقیق الاسلامی، لاہور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سفر اعداد اور سفر التثنیۃ کا مجموعہ ہے۔ یہ کتاب اپنی اصل پر قائم نہ رہ سکی۔ ہر زمانہ کے لوگوں نے اس میں ردوبدل کیا۔ اس کی اندرونی شہادتیں بھی اس امر کی غماز ہیں کہ یہ محرف شدہ ہے، کیونکہ اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کا وصف موجود ہے اور کوئی عاقل انسان یہ نہیں کہہ سکتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی وفات کا حال خود ہی تحریر کردیا ہو یا آپ نے اپنی موت کا مشاہدہ ہی کیا ہو۔ اس کے علاوہ متعدد دلائل اس کے محرف ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔

④ **انجیل**: یہ کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی، لیکن کسی مؤرخ نے آج تک یہ نہیں لکھا کہ یہ کتاب کس شکل میں تھی؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کی دعوت زبانی کلامی دیتے تھے۔ قرآن میں ہے:

﴿وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِیْ حُرِّمَ عَلَیْكُمْ﴾ [آل عمران:۵۰]

’’اور میں اس لیے آیا ہوں کہ تمہارے لیے بعض ان چیزوں کو حلال کردوں جو تم پر حرام کردی گئیں ہیں۔‘‘

انجیل کا تورات سے معمولی فرق تھا۔ اس کے بعد اس میں تحریف کا سلسلہ شروع ہوا اور اس حد تک بڑھا کہ ہر قبیلہ کی الگ الگ انجیل بنا لی گئی۔ ۳۲۵ء میں قسطنطین نامی بت پرست عیسائیت میں داخل ہوا اور اس نے ابیقہ میں عیسائیت کا بین الاقوامی اجتماع منعقد کیا جس میں یہ طے پایا کہ چار انجیلیں رکھی جائیں اور باقی انجیلوں کو تلف کردیا جائے اور یہ اس لیے کیا گیا کہ اختلاف کو ممکن حد تک کم کیا جائے، لہٰذا ایسا ہی کیا گیا اور چار انجیلوں کو باقی رکھا گیا جو کہ متیٰ، مرقس، لوقا اور یوحنا کے ناموں سے مشہور ہیں۔

ان کا مطالعہ کرنے والے اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ ان چار انجیلوں کی باہم شکل وصورت اور موضوع بہت زیادہ مختلف ہیں، حتیٰ کہ ابتداء، انتہا، آیات اور فصول کے اعتبار سے ان کا اس قدر اختلاف ہے کہ ان کے اتحاد کی کوئی صورت نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جمہور علما اس میں لفظی ومعنوی دونوں طرح کی تحریف موجود ہونے کے قائل ہیں اور قرآن مجید نے خود اس کی شہادت دی ہے۔ ﴿یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ﴾ [المائدۃ:۱۳]

’’ان کا حال یہ ہے کہ الفاظ کا الٹ پھیر کرکے بات کو کہیں سے کہیں لے جاتے ہیں۔‘‘

پادری ہارن (Horne) بائیبل کی تحریف کے اقرار کے ساتھ اپنی کتاب دیباچہ علوم بائیبل ۲:۳۱۷ میں اس کی چار عالمانہ وجوہ قائم کی ہیں:

اوّل: ناقلوں کی غفلت

(ا): عبرانی اور یونانی کے کئی حروف صوت اور صورت میں مشابہ ہیں۔ اسی سبب سے بعض غافل اور بے علم ناقلوں نے کسی ایک لفظ یا حرف کے بجائے دوسرا لفظ یا حرف لکھ کر اختلاف پیدا کردیا۔

(ب): ابتدا میں کتابت بڑے (Capital) حروف میں کی جاتی تھی اور لفظوں بلکہ فقروں کے درمیان اکثر اوقات بیاض نہ چھوڑی جاتی تھی اسی وجہ سے کہیں لفظوں کے جز لکھنے سے رہ گئے اور کہیں مقرر تحریر ہوگئے۔

(ج): اختصار کے نشان قدیم قلمی نسخوں میں بکثرت موجود ہیں غفلت شعار نقل نویسوں نے ان کا صحیح مفہوم نہ سمجھا۔

(د): قدیم نسخوں میں ان کے لکھنے یا پڑھنے والوں نے بعض تشریحی اور تفسیری الفاظ اور فقرے اپنے طور پر تحریر کردیئے تھے، انہیں متن کا حصہ سمجھ لیا گیا۔ قدیم نسخوں میں بین السطور یا حاشیے میں مشکل مقامات کی شرح لکھنے کا عام رواج تھا۔ وغیرہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دوم: غلط نسخوں سے نقل

یہ غلطیاں بھی متعدد وجوہ سے پیدا ہوئیں مثلاً

(ا): سہو کتابت (ب) بعض حروف کے شوشے کم ہوگئے یا مٹ گئے۔ (ج) یہ اغلاط چمڑے، بردی، جھلی اور کاغذ کے مختلف انواع کی وجہ سے بھی پیدا ہوئیں مثلاً کاغذ یا چمڑا باریک ہوا تو اس میں ایک طرف کا لکھا ہوا دوسری طرف پھوٹ گیا اور دوسری طرف کے حرف کا جز معلوم ہونے لگا۔

سوم: اختلافات عبارت کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ نکتہ چین محض قیاسا اصل متن کو بالارادہ بہتر اور درست کرنے کی نیت سے از خود تصحیح کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ میکلس نے تصریح کی ہے کہ ایک بہت بڑا سبب جس سے عہد نامہ جدید میں مشتبہ مقامات بکثرت پیدا ہوگئے ہیں یہ ہے کہ ایک ہی واقع کا ذکر جن مختلف جگہوں میں ہے ان میں اس طرح تبدیل کرنے کی کوشش کی گئی جس سے ان میں ایک دوسرے سے زیادہ مطابقت ہوجائے اناجیل اربعہ کو اس سے خصوصاً نقصان پہنچا۔

چہارم: یہ ایک ثابت شدہ امر ہے کہ بعض لوگوں نے ازراہ دور اندیش بھی کچھ تحریفات کیں تاکہ جو مسئلہ تسلیم کیا گیا ہے اسے تقویت ہو یا جو اعتراض کسی مسئلے پر ہوتا ہو وہ دور ہوجائے۔

تحریف انجیل کی ایک وجہ یہ بھی بتائی گئی ہے کہ ابتدائی دور میں لکھنے لکھانے کا سامان کم یاب اور گراں تھا۔ بسا اوقات قدیم تحریروں کو مٹا کر پھر انہیں پر نئی تحریریں لکھ دی جاتی تھیں اور بعض اوقات چار چار پانچ پانچ مرتبہ یہی عمل دہرایا جاتا تھا۔ یہی صورت انجیل کے ساتھ بھی پیش آئی اور بعض قدیم تحریریں بعد میں کسی وقت ابھر آئیں اور انجیل کی عبارتوں میں مل گئیں۔ [اردو دائرہ معارف اسلامیہ مادہ انجیل ص۳۳۱،۳۱۲]

قرآن مجید میں بکثرت آیات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ یہود و نصاریٰ نے اپنی کتابوں میں تحریف کی ہے۔ اس کے متعلق مزید تفصیل کے لیے "الجواب الصحیح لمن بدّل دین المسیح لابن تیمیه" کا مطالعہ مفید ہوگا۔

③ **زبور:** یہ کتاب حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی اور اس کی ڈیڑھ سو آیات تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو یہ معجزہ عطا فرمایا تھا کہ آپ اپنی سواری کی تیاری کے دوران ہی ان آیات کی تلاوت مکمل کرلیتے تھے۔ لیکن یہ کتاب بھی اب اپنی اصل شکل میں موجود نہیں ہے۔

④ **قرآن مجید:** سب سے آخر میں ہمارے نبی اکرم ﷺ کو مبعوث فرمایا گیا اور آپ ﷺ پر جو کتاب نازل ہوئی، اس کا نام قرآن مجید ہے۔ یہ وہ عظیم کتاب ہے جس کے نزول کا آغاز غار حرا سے ہوا اور اس کی تکمیل تیئس سال میں ہوئی۔ عمومی قاعدہ کے مطابق قرآن کا وہ حصہ جو ہجرت سے پہلے نازل ہوا 'مکی' اور بعد میں نازل ہونے والا 'مدنی' کہلاتا ہے۔ خواہ وہ مدینہ میں نازل ہو، مکہ میں یا بیت المقدس یا کسی اور علاقے میں، سب کا سب حصہ 'مدنی' ہی کہلاتا ہے۔

علماء نے قرآن کی تعریف ان الفاظ کے ساتھ کی ہے:

"هو كلام الله تعالىٰ المعجز المنزل علىٰ خاتم الأنبياء والمرسلين بواسطة الأمين جبريل عليه السلام المكتوب فى المصاحف المنقول إلينا بالتواتر المتعبد بتلاوته المبدوء بسورة

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الفاتحة المختوم بسورة الناس"

''وہ اللہ تعالیٰ کا معجز کلام ہے جو خاتم الانبیاء والمرسلین پر جبریل امین علیہ السلام کے ذریعہ نازل ہوا، مصاحف میں لکھا گیا اور ہم تک تواتر کے ذریعہ نقل ہوکر پہنچا۔ اس کی تلاوت کارِثواب ہے۔ یہ سورۃ فاتحہ سے شروع ہوتا ہے اور سورۃ الناس پر ختم ہوتا ہے۔''

(۳) قرآن کی حفاظت کا ذمہ

جیسا کہ قرآن کے علاوہ آسمانی صحائف کا ذکر گزر چکا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کتب وصحائف کو مختلف قوموں کی طرف ایک مدت تک کے لیے اتارا لیکن ان تمام صحائف و کتب کی استنادی حالت یہ ہے کہ مرور زمانہ کی وجہ سے وہ اپنی اصل حالت پر برقرار نہ رہ سکیں اور ان میں دانستہ یا نادانستہ طور پر مسلسل تحریف ہوتی رہی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے آخری فرستادہ نبی محمد ﷺ جلوہ افروز ہوئے اور اس نبی ﷺ کو آسمانی کتاب قرآن ملی جو کہ قیامت تک کے لیے دستور حیات ٹھہری، تو ضروری تھا کہ اس جیسے ضابطہ حیات کی حفاظت کے اقدامات کئے جاتے لہٰذا اس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا، فرمایا:

﴿إِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ [لحجر:۹]

''ہم نے اس ذکر (قرآن) کو اتارا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

مطلب یہ ہے کہ قرآن کے اتارنے والے بھی ہم ہیں اور اس کی ہر قسم کی حفاظت کا ذمہ بھی ہم نے لیا ہے۔ جس شان اور شکل سے وہ اترا ہے بغیر زیر زبر کی تبدیلی کے چاردانگ عالم میں پہنچ کر رہے گا اور قیامت تک ہر طرح کی تحریف لفظی و معنوی سے محفوظ رہے گا۔ زمانہ کتنا ہی بدل جائے مگر اس کے اصول واحکام کبھی نہ بدلیں گے۔ فصاحت و بلاغت اور علم وحکمت کی موشگافیاں بھی کتنی ترقی کر جائیں مگر قرآن صوری و معنوی حیثیت میں انحطاط محسوس نہ ہوگا اور بڑی بڑی طاقتیں قرآن کی آواز کو دبانے یا کم کرنے کی کوششیں کریں گی، لیکن زیر زبر یا ایک نقطے کو کم نہ کر سکیں گے اور اللہ رب العزت کا حفاظت کا وعدہ اس طور پورا ہوکر رہا کہ بڑے بڑے مغرور مخالفوں کے سر بھی جھک گئے۔

تاریخ گواہ ہے کہ ہر زمانے میں اللہ کے سپاہیوں یعنی علماء نے علوم مطالب اور غیر منتہی عجائب کی حفاظت کی وہاں کاتبوں نے رسم الخط کی، قاریوں نے طرز ادا کی، حافظوں نے اس کے الفاظ وعبارت کی وہ حفاظت کی کہ نزول کے وقت سے آج تلک ایک زیر زبر تبدیل نہ ہوسکی کسی نے قراءت کے رکوع گنے، کسی نے آیتیں شمار کیں، کسی نے حروف کی تعداد بتلائی حتیٰ کہ بعض نے ایک ایک حرکت اور ایک ایک نقطے کو شمار کرڈالا۔

[ادارہ معارف اسلامیہ: ۱۶/۴۷۵]

یہی وجہ ہے کہ مستشرقین تک یہ کہنے پر مجبور نظر آتے ہیں کہ قرآن تمام صحیفوں میں مستند ترین صحیفہ ہے اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

① وھیری اپنی تفسیر قرآن میں لکھتا ہے:

''تمام قدیم صحیفوں میں قرآن میں سے زیادہ غیر مخلوط اور خالص ہے۔''

② قرآن کا معروف انگریزی مترجم پامر (Palmor) کہتا ہے۔

''سیدنا عثمان کا ترتیب دیا ہوا متن اس وقت سے آج تک طے شدہ اور مسلم صحیفہ رہا ہے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

③لین پول (Lanepoole) کہتا ہے۔

''قرآن کی بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کی اصلیت میں کوئی شبہ نہیں ہے ہر حرف جو ہم آج پڑھتے ہیں اس پر یہ اعتماد کر سکتے ہیں کہ تقریباً تیرہ صدیوں سے غیر مبدل رہا ہے۔''[مجلہ فہم لقرآن لاہور، اپریل ۲۰۰۱ء بحوالہ مضمون ابوالحسن ندوی]

اور اس کے برعکس دوسرے آسمانی صحائف کا یہ خیال ہے کہ وہ اب تک دین اصل شکل میں صحیح و سالم موجود نہیں اور یہ تاریخی طور پر ثابت اور ایک حقیقت ہے جس کا اعتراف خود ان امتوں اور قوموں نے کیا ہے جن کے پاس یہ صحائف آئے تھے عہد تحقیق کے صحیفے برابر غارت گری اور آتشزدگی کا کھلے طور پر نشانہ بنتے رہے ہیں اور خود یہودی مؤرخین کا اس پر اتفاق ہے کہ تاریخ میں تین بار ایسے مواقع پیش آئے ہیں۔

① پہلی دفعہ جبابل کے بادشاہ بخت نصر نے یہودیوں پر (۵۸۶ ق م) میں حملہ کیا اور بیت المقدس کو آگ لگا دی جس میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے توریت کی تختیاں اور آل موسیٰ و آل ہارون علیہم السلام کے تبرکات محفوظ کر دیئے تھے اور جو یہودی قتل سے بچ گئے انہیں وہ قید کر کے بابل لے گیا جہاں وہ پچاس سال تک رہے اور عزرا نبی کے پانچ پہلے صحیفوں کو جو 'توراۃ' کہلاتے ہیں اپنے حافظہ سے دوبارہ لکھوایا اور واقعات کو تاریخی اسلوب میں لکھا پھر ''نحمیا' نے کتابوں کے دوسرے سلسلہ کا اضافہ کیا اور حضرت داؤدؑ کو بھی ملحق کیا۔

② دوسری مرتبہ انطبورخس چہارم (Antiorhus) جسے 'ابیقانس' کہا جاتا ہے، نے (۱۶۸ق م) میں بیت المقدس پر حملہ کر کے صحائف مقدسہ کو جلا دیا جو بعد میں پھر مرتب ہوئے۔

③ تیسری بار ٹائٹس (Titus) رومن بادشاہ ۷ ستمبر ۷۰ ۱۹ء کو حملہ کیا اور مقدس صحیفوں کو یادگار کے طور پر اپنے ساتھ دارالحکومت لے گیا اور یہود کو جلا وطن کر دیا۔

پیغمبروں کے ان صحیفوں اور آسمانی کتابوں کی صحت و حفاظت اور مطابق اصل ہونے کے بارے میں یہودیوں کا معیار اور نقطہ نظر اس معیار اور نقطہ نظر سے قطعاً مختلف ہے جو مسلمانوں کا قرآن مجید کے آسمانی اور الہامی وحی اور کتاب ہونے کے بارے میں ہے مسلمان قرآن مجید کے ہر لفظ کو کلام الٰہی منزل من اللہ اور اپنے زمانہ نزول سے لے کر اس وقت تک اس کی اپنی اصل حالت اور شکل میں محفوظ جانتے ہیں جبکہ یہودیوں کے نزدیک ان کتابوں میں کی گئی ترمیم و کمی بیشی ان کی آسمانی کتابیں ہونے کے منافی نہیں وہ انبیاء علیہم السلام کو ان کا مصنف کہنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے ہیں ممتاز ترین یہودی فضلاء اور ماہرین فن کی تیار کی ہوئی یہودی انسائیکلو پیڈیا میں اس طرح مرقوم ہے:

''یہودی روایات اگرچہ اس پر مصر ہیں کہ عہد نامہ قدیم انہیں کرداروں کی تصنیف ہے جو ان میں مذکور ہیں اور یہ قطعاً غیر مناسب بھی نہیں ہے مگر انہیں یہ ماننے میں کوئی تامل نہیں ہے کہ ان میں سے بعض کتابوں میں بعد میں ترمیم و اضافہ کیا گیا ہے۔''

اسپنوزا (Spinoza) کا کہنا ہے کہ ''عہد نامہ قدیم کی پہلی پانچ کتابیں موسیٰ کی نہیں عزرا کی تصنیف ہیں۔''

اناجیل کے بارے میں نومسلم فرانسیسی مستشرق مولسیو ایتین دینیہ (Eatonpien) کے متعلق لکھتے ہیں:

''اللہ نے جو انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی اور قوم کی زبان میں دی تھی وہ تو کوئی شک نہیں کہ ضائع ہو چکی ہے اور اب اس کا کوئی نام و نشان بھی نہیں رہ گیا ہے یا وہ خود تلف ہوگئی یا عمداً تلف کر دی گئی۔ اسی وجہ سے عیسائیوں نے اس کی جگہ چار 'تالیفات' کو اپنایا جن کی صحت اور تاریخی حیثیت مشکوک ہے کیونکہ یہ یونانی زبان میں ملتی ہیں جس کا مزاج حضرت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیسیٰ علیہ السلام کی اصل سامی زبان سے کوئی مطابقت نہیں رکھتا اسی لیے یونانی انجیلوں کا اپنے اتارنے والے سے رشتہ اور رابطہ یہود کی تورات اور عربوں کے قرآن سے کہیں کمزور ہے۔''

''یہ ان صحیفوں کا حال ہے جن کو ان کے ماننے والے ہزاروں برس سے سینوں سے لگائے ہوئے ہیں اور دنیا کی دو متمدن ترین قومیں (یہود اور عیسائی) ان کی حلقہ بگوش اور علمبردار ہیں اور اسلام اور مسلمانوں نے بھی ان کو اس حد تک تسلیم کیا ہے کہ ان دونوں کو اہل کتاب کا نام دیا ہے۔'' [نفس مصدر ملحق مارچ ۲۰۰۱ء]

مذکورہ بالاحقائق سے ثابت ہوا کہ قرآن کی حفاظت قرآن کا ایک اہم اعجاز ہے، اور کیوں نہ ہو اس کتاب کے نازل کرنے والے نے اسے تحریف وتبدل اور کمی وزیادتی سے محفوظ رہنے کا ذمہ لیا ہے اور یہ ذمہ تا قیامت قائم ہے۔

تدوین قرآن، زمانہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قرآن کی تدوین کا کام باقاعدہ طور پر نہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر مختلف آیات نازل ہوتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے: اسے فلاں سورت میں رکھ دو، فلاں جگہ پر رکھ دو۔ اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آیات کی ترتیب مکمل ہوئی اور یہ 'ترتیب توقیفی' کہلاتی ہے یعنی ایسی ترتیب جو انسانوں کے اپنے ذوق کی بجائے وحی الٰہی پر موقوف ہو۔ جہاں تک سورتوں کی ترتیب کا تعلق ہے تو علامہ سیوطی رحمہ اللہ وغیرہ کا خیال ہے کہ یہ بھی 'توقیفی' ہے، لیکن جمہور علماء اس کے توقیفی ہونے کے قائل نہیں۔

قرآن کریم کے نزول سے بلکہ اس کی جمع وتدوین تک کے تمام مراحل کا مشاہدہ کیا جائے تو ہمیں قرآن کی حفاظت وجمع کے لیے دو طریقے نظر آئیں گے۔

① حفظ ② کتابت

آغاز وحی سے ہی یہ دونوں طریقے استعمال ہوتے رہے ہیں لیکن اس کا مدار زیادہ تر حفظ پر رہا ہے جیسا کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی کہ:

﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ ۝ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ۝ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ۝ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ﴾ [القیامۃ:۱۶تا۱۹]

''(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) اس وحی کو جلدی جلدی یاد کرنے کے لیے اپنی زبان کو حرکت نہ دو اس کو یاد کرا دینا اور پڑھوا دینا ہمارے ذمہ ہے لہٰذا جب ہم اسے پڑھ رہے ہوں اس وقت تم اس کی قراءات کو غور سے سنتے رہو پھر اس کا مطلب سمجھا دینا بھی ہمارے ہی ذمہ ہے۔''

چونکہ حفظ اُمت محمدیہ کی خصوصیات میں سے ہے اس لیے قرآن اور اس کی قراءت میں اس پر اعتماد کیا گیا۔

ابن جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"إن الاعتماد فی نقل القرآن علی حفظ الصدور والقلوب لا علی حفظ المصاحف والکتب و هذه الشرف خصیصة من الله تعالیٰ لهذه الأمة" [النشر:۶/۱]

''قرآن کے نقل کرنے میں اعتماد حفظ القلوب پر ہے نہ کہ مصاحف اور کتب کی حفاظت پر اور اس امت کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم خاصہ ہے۔''

قرآن کی صدری حفاظت کے لیے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال رمضان المبارک میں جبریل علیہ السلام سے دور فرمایا کرتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تھے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"أسرّ إلي إن جبريل كان يعارضني القرآن كل سنة وإنه عارضني العام مرتين ولا أراه إلا حضر أجلي" (صحيح لبخاري:۳۶۲۴]

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے سرگوشی کی اور فرمایا جبرئیل مجھ سے ہر سال ایک مرتبہ قرآن کا دور کیا کرتے تھے،اس سال دو مرتبہ کیا ہے میں یہ خیال کرتا ہوں کہ میری موت کا وقت آپہنچا ہے۔''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن کو یاد کرنے کے اہتمام کے علاوہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی یہ رجحان عام تھا کہ وہ قرآن کریم کی سورہ کو یاد کرتے لہٰذا بے شمار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن کو اپنے سینوں میں محفوظ کیا ہوا تھا۔ اور ان حفاظ صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذکر ہمیں متعدد کتب میں ملتا ہے۔

ابوشامہ المقدسی رحمہ اللہ نے امام ابوعبید القاسم بن سلام رحمہ اللہ کی کتاب القراء ات کے حوالے سے پچیس حفاظ و قراء صحابہ کا ذکر کیا ہے۔ان کے مطابق مہاجرین میں سے۔

ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، سعد، ابن مسعود، سالم، حذیفہ بن الیمان، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عمرو، عمرو بن العاص، ابوہریرہ، معاویہ بن ابی سفیان، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن سائب رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

انصار میں سے: ابی بن کعب، معاذ بن جبل، ابوالدرداء، زید بن ثابت، مجمع بن جاریہ اور انس بن مالک شامل ہیں۔اسی طرح ازواج مطہرات میں سے حضرت عائشہ، حضرت حفصہ اور حضرت اُم سلمہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نام بھی حفاظ کی فہرست میں شامل ہیں۔[لمرشد لوجیز،ص۴۰]

ان کے علاوہ ابومعبد الخوری، تمیم الداری، سلمہ بن مخلد، ابوموسیٰ اشعری، عبادہ بن صامت، ابوایوب انصاری، ابوزید انصاری، فصالہ بن عامر، عقبہ بن عامر رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نام ملتے ہیں۔

اور وہ حفاظ صحابہ جو جنگ یمامہ میں شہید ہوئے اور وہ جن کو آپ متفرق قبائل کی طرف قرآن کی تعلیم کے لیے بھیجتے تھے اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ حفاظ صحابہ کی تعداد سینکڑوں تھی۔علامہ عینی رحمہ اللہ کے مطابق جنگ یمامہ کے موقع پر سات سو حفاظ قراء شہید ہوئے۔[عمدة لقاری:۱۶/۲]

حافظ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"إن هذا العدد هم الذين عرضوه على النبى واتصلت بنا أسانيدهم وأما من جمعه منهم ولم يصل بنا فكثير" [طبقات لقر ء،ص۲۴تا۴۲]

''یہ تعداد وہ ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے متصل سند کی بنا پر منقول ہوئی ہے جبکہ غیر متصل سند سے منقول تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے۔''

بہر حال ابتدائے اسلام میں قرآن کی حفاظت کے لیے صدری طریقہ ہی اختیار کیا گیا اور ان حالات کے پیش نظر یہی طریقہ قابل اعتماد تھا۔قرآن کی حفاظت بذریعہ کتابت کے ادوار کا ذکر آئندہ سطور میں کیا جائے گا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں قرآن مکمل ہو چکا تھا، لیکن غیر مرتب تھا۔لوگ مختلف آیات اور سورتوں کو پتھروں پر، کھجور کے پتوں اور چھڑیوں پر اور اسی طرح چوڑی ہڈیوں اور باریک چمڑوں پر لکھ لیتے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک قرآن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجید کے غیر مرتب ہونے کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ یہ زمانہ نزول وحی کا زمانہ تھا اور نزول وحی کے زمانہ میں آیات کی کمی و بیشی بھی ہوسکتی تھی، بعض احکام اور آیات منسوخ بھی ہوسکتے تھے، بعض میں کچھ اضافہ بھی ہوسکتا تھا اس وجہ سے آپ ﷺ کے دور میں قرآن مجید کو تدوینی شکل نہ مل سکی۔

⑤ جیسا کہ ذکر ہوچکا ہے کہ کتابت وحی کا کام آپ ﷺ کی زندگی میں شروع ہوچکا تھا۔ کاتبین وحی کی تعداد چالیس تک شمار کی گئی ہے جن میں مشہور یہ ہیں:

ابوبکر، عمر، عثمان، علی، ابی بن کعب، عبداللہ بن ابی سرح، زبیر بن عوام، خالد بن سعید بن العاص، ریان بن سعید بن العاص، حنظلہ بن الربیع، معقیب بن ابی فاطمہ، عبداللہ بن ارقم الزہری، شرجیل بن حسنہ، عبداللہ بن رواحہ، عامر بن فہیرہ، عمرو بن العاص، ثابت بن قیس بن شماس، مغیرہ بن شعبہ، خالد بن ولید، معاویہ بن ابی سفیان، زید بن ثابت رضوان اللہ علیہم اجمعین

تدوینِ قرآن: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں

اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں قرآن مجید کو صحیفوں کی شکل دی گئی۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پیغام بھیجا کہ یمامہ کے محاذ پر قراء کرام کثرت سے شہید ہورہے ہیں۔ یاد رہے کہ یمامہ کی لڑائی مسیلمہ کذاب کے خلاف لڑی گئی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس ہی تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور کہا کہ مقتولین کی تعداد بڑھتی جارہی ہے، مجھے ڈر ہے کہ اگر اسی طرح تیزی سے قراء شہید ہوتے گئے تو قرآن کا بہت سارا حصہ ضائع ہوجائے گا، میرا خیال ہے کہ قرآن کو جمع کرلیا جائے تو میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو کہا کہ جو کام اللہ کے رسول ﷺ نے نہیں کیا، ہم وہ کیسے کرلیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ھذا واللہ خیر ''اللہ کی قسم! مجھے تو یہ کام بہتر نظر آتا ہے۔'' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس سلسلے میں مجھ سے بار بار تقاضا کرتے رہے حتیٰ کہ اللہ نے میرا سینہ کھول دیا اور میری رائے بھی وہی ہوگئی جو عمر رضی اللہ عنہ کی تھی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو کہا کہ آپ نوجوان اور عقلمند ہیں، ہمیں آپ پر شک وشبہ کا بھی امکان نہیں۔ آپ اللہ کے رسول ﷺ کی وحی لکھتے تھے اور اب آپ ہی قرآن کا تتبع کریں اور اس کو جمع کریں۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! مجھے اگر یہ لوگ پہاڑ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کا کہتے تو یہ آسان تھا، بہ نسبت اس کے کہ میں قرآن مجید کو جمع کروں تو میں نے کہا: یہ کام آپ کیسے کرنا چاہتے ہیں جو اللہ کے رسول ﷺ نے نہیں کیا؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: ھو واللہ خیر ''اللہ کی قسم یہ بہتر ہے۔'' اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس طرح اصرار کرتے رہے حتیٰ کہ اللہ نے میرا سینہ کھول دیا جس کے لیے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھول دیا تھا۔ میں نے پھر قرآن مجید کی جستجو کی اور اسے کھجور کی چھڑیوں، پتوں اور لوگوں کے دلوں سے جمع کرنا شروع کردیا حتیٰ کہ سورۂ توبہ کی آخری آیت ﴿لَقَدْ جَاءَ كُمْ رَسُولٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ مجھے ابوخزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے ہاں سے ملی جو کہ کسی کے پاس لکھی ہوئی نہ تھی۔ یہ صحیفے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس رہے، یہاں تک ان کا انتقال ہوگیا۔ اس کے بعد یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور بعد ازاں اُم المؤمنین حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے پاس رہے۔ یہ وہ ابتدائی شکل تھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

جس میں قرآن کو جمع کرنے کی کوشش کی گئی۔ [صحيح لبخاري:٤٩٨٦]

⑥ مختلف چیزوں پر لکھی گئی آیات کو وصول کرنے کا معاملہ بھی اتنا آسان نہیں رکھا گیا تھا بلکہ احتیاط کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل طریقوں سے لائی جانے والی آیات کی تصدیق کی جاتی تھی۔

① یادداشت سے توثیق کی جاتی۔

② حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت زید رضی اللہ عنہ دونوں چونکہ حافظ قرآن تھے تو دونوں آیات کو وصول کرتے یعنی حضرت زید رضی اللہ عنہ کے علاوہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اپنے حافظہ سے اس کی توثیق کرتے۔ [فتح لباري:١١/٩]

③ کوئی آیت اس وقت تک قبول نہ کی جاتی جب تک کہ اس کے متعلق دو گواہیاں دستیاب نہ ہو جائیں۔

اس ضمن میں یہ بات یاد رہے کہ مذکورہ بالا اقدامات صرف احتیاط کے پیش نظر تھے وگرنہ سینکڑوں صحابہ قرآن کے حافظ تھے اور یہ آیات ان کو یاد تھیں لیکن حفظ کے علاوہ کتابت کو ملحوظ رکھتے ہوئے آیات کو تب لیا گیا کہ وہ کسی نہ کسی کے پاس لکھی ہوئی موجود ہو۔ یہی وجہ ہے کہ سورہ براءت کی آخری آیات ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ...الخ﴾ حضرت خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ سے لکھی ہوئی ملیں [صحيح لبخاري:٤٦٧٩]

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جو صحیفہ مرتب فرمایا اس میں آیات قرآنی کو کاغذ کے مختلف صحیفوں پر مشتمل تھا اور ہر سورہ الگ صحیفہ میں لکھی گئی اس طرح یہ نسخہ مختلف صحیفوں کی شکل میں تھا۔ اور یہ نسخہ اُم کے نام سے معروف ہوا۔ اس نسخہ میں آیات کی ترتیب تو نبی ﷺ کے بتائے ہوئے طریقہ پر تھی جبکہ سورتوں کی ترتیب نہ تھی۔ ہر سورت الگ الگ لکھی ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ اس نسخہ میں ساتوں حروف جمع تھے اور یہ نسخہ خط حیری میں لکھا گیا تھا اور اس میں صرف وہ آیات درج تھیں جن کی تلاوت منسوخ نہیں ہوئی تھیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لکھوائے ہوئے یہ صحیفے آپ کے پاس رہے آپ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد یہ نسخہ اُم المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہا۔ [فتح لباري:١٢/٩-١٣]

تدوین قرآن؛ حضرت عثمانؓ کے زمانے میں

تدوین قرآن کا آخری دور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں پورا ہوا۔ اس کے متعلق صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ وہ اس وقت آرمینیہ اور آذربائیجان کی فتوحات کے لیے عراق اور شام کے مسلمانوں سے مل کر لڑ رہے تھے۔ آپ نے وہاں قراءۃ کا اختلاف دیکھا تو گھبرائے ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ امیر المؤمنین اس اُمت کی اصلاح کیجئے، اس سے پہلے کہ یہود کی طرح یہ بھی قرآن میں اختلاف کرنے لگیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی طرف پیغام بھیجا کہ جو صحیفے آپ کے پاس موجود ہیں، ہمیں دے دیں ہم ان کو مصاحف کی شکل میں نقل کرنا چاہتے ہیں اور نقل کرنے کے بعد آپ کو واپس کر دیئے جائیں گے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے وہ صحیفے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف بھیج دیئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت، عبدالرحمن بن زبیر، سعید بن العاص اور عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام رضی اللہ عنہم کی ایک کمیٹی تشکیل دی۔ یہ چار آدمی تھے، تین قریشی اور ایک انصاری۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تینوں قریشیوں کو کہا کہ جب تمہارا زید رضی اللہ عنہ سے قرآن میں سے کسی لفظ کے لکھنے میں اختلاف ہو تو اس کو قریش کے رسم پر لکھنا، کیونکہ قرآن قریش کی زبان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نازل ہوا ہے۔ انہوں نے اسی طرح کیا، ان صحائف کو مصاحف میں نقل کر دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا والے صحائف انہیں واپس کر دیئے اور جو مصاحف ان سے نقل کئے گئے تھے وہ مختلف علاقوں میں بھیج دیئے گئے اور ان کے علاوہ باقی سب مصاحف کو جلا دیا گیا۔ [رقم:۴۹۸۷]

اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ کے دور میں قرآن منتشر تھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں قرآن مجید صحیفوں کی شکل میں مرتب کیا گیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں صحیفوں کو مصحف کی شکل میں مرتب کیا گیا اور اس کی بنیاد اسی نسخہ کو بنایا گیا جو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچا تھا۔

⑦ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کتابت قرآن میں درج ذیل امور سرانجام دیئے۔

❶ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں غیر مرتب سورتوں کو ایک مصحف میں ترتیب دیا گیا۔

❷ قرآن کی آیات کو اس طور پر لکھا گیا کہ ایک رسم الخط میں تمام قراءات سما جائیں۔

❸ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس موجود ایک نسخہ سے دیگر نقول تیار کی گئیں اور ان کی تعداد سات تک بتائی جاتی ہے جو مکہ، شام، یمن، بحرین، بصرہ اور کوفہ جبکہ ایک مدینہ میں رکھا گیا۔

❹ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تیار ہونے والا نسخہ کی آیات اور سور کو تحریری مسودات سے ایک بار پھر ملایا گیا۔

❺ ان مصاحف کی تیاری کے بعد باقی تمام مصاحف جلا دیئے گئے۔ اور اس کام پر تمام صحابہ کا اجماع تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”لا تقولوا فی عثمان إلا خیرا فواللہ ما فعل الذی فعل فی المصاحف إلا عن ملأ منا“[فتح لباري]

’’عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں ان کی اچھائی کے سوا کوئی بات نہ کہو اللہ کی قسم انہوں نے مصاحف کے معاملہ میں جو کچھ کیا ہم سب کے مشورہ سے کیا۔‘‘

کمیٹی کا اختلاف

مذکورہ بالا ہدایت میں ذکر ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کمیٹی کے ارکان کو اختلاف کی صورت میں قریش کی زبان میں لکھنے کی تاکید فرمائی تھی۔ سو ان لوگوں نے جب قرآن کی آیات کو نقل کرنا شروع کیا تو سوائے ایک جگہ کے پورے قرآن میں اختلاف نہ پایا اور وہ بھی لفظ التابوت کے متعلق کے اسے تاء مدوّرہ یعنی گول تا کے ساتھ التابوۃ لکھا جائے یا لمبی تا التابوت کے ساتھ لکھا جائے تو سب نے بالاتفاق قریش کی زبان کے مطابق اسے لمبی تا کے ساتھ لکھا اور یہ معمولی سا اختلاف بھی رفع ہو گیا۔ اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ قریش کی زبان کو یہ ترجیح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے رسم الخط کے سلسلے میں دی تھی۔

حدیث سبعہ اَحرف اور اختلافِ اُمت

متواتر حدیث سے ثابت ہے کہ «أنزل القرآن علیٰ سبعة أحرف» ’’قرآن کریم سات حروف پر نازل ہوا ہے۔‘‘ لیکن جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں قرآن کو ایک مصحف میں جمع کر دیا گیا اور باقی مصاحف کو تلف کر دیا گیا تو اس سے لوگوں کو یہ شبہ ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جو باقی مصاحف جلا دیئے، وہ چھ حروف تھے تو اس غلط فہمی نے قراءات کے متعلق اُمت میں ایک غلط نظریہ پیدا کر دیا، جس سے لوگ صرف حفص کی قراءت جو آج ہمارے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

برصغیر میں مروج ہے کو ہی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک حرف پر بچایا ہوا قرآن سمجھنے لگے۔ اس بات کو واضح کرنے کے لیے ہم یہ حدیث ذکر کرتے ہیں تا کہ اس کا پس منظر سامنے آئے:

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں سورۂ فرقان پڑھتے سنا۔ وہ اس کو کئی حروف پر پڑھ رہے تھے جن کو مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں سکھلایا تھا۔ قریب تھا کہ میں نماز میں ہی اُنہیں جالیتا، میں نے صبر کیا حتیٰ کہ اُنہوں نے سلام پھیرا۔ میں نے ان کے گلے میں چادر ڈالی اور پوچھا کہ تمہیں یہ سورت کس نے پڑھائی ہے؟ تو وہ کہنے لگے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ سورت پڑھائی ہے۔ میں نے کہا: تم جھوٹ بول رہے ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تو کسی اور طرح یہ سورت پڑھائی ہے۔ آخر میں انہیں کھینچتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یہ سورۂ فرقان کو کسی اور طرح ہی پڑھ رہے تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نہیں پڑھایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ہشام رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ پڑھیں تو حضرت ہشام رضی اللہ عنہ نے وہی قراءت پڑھی جو پہلے پڑھ رہے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پڑھنے کا حکم دیا۔ میں نے بھی اسی طرح پڑھی جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سکھائی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں یہ بھی صحیح ہے اور یہ اسی طرح نازل ہوئی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دیکھو یہ قرآن سات حروف پر نازل ہوا ہے، ان میں سے جو حرف تم کو آسان لگے، وہ پڑھ لیا کرو۔'' [صحیح لبخاري:۴۹۹۲]

واضح رہے کہ حدیث: «أنزل القرآن علىٰ سبعة أحرف» ۲۱ صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے اور محدثین نے اس حدیث کو متواتر کا درجہ دیا ہے۔ تاہم لوگوں کا اس کے معنی و مفہوم کے تعین میں اختلاف ہوا۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے الاتقان میں اس کے متعلق ۴۰ راقوال ذکر کئے ہیں، اسی طرح ابن حبان نے ۳۵- اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباري میں متعدد اقوال ذکر کئے ہیں۔ ان میں سے بعض نے لغات، بعض نے سات قراءات اور بعض نے کچھ اور لیکن محققین قراء نے اس سے سات وجوہ مراد لی ہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ کہنا کہ انہوں نے چھ حروف کو ختم کردیا اور ایک کو باقی رکھا اور وہ آج ہمارے پاس حفص کی قراءت کی صورت میں موجود ہے، سراسر لغو ہے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یہ جرأت کیونکر کرسکتے تھے۔؟

قرآن نے اس بات کی شہادت دی ہے کہ ﴿ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴾ [لحجر:۹]
''قرآن مجید ہم نے اتارا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔''

کسی صحابی یا خلیفہ راشد کو یہ اختیار نہیں ہے کہ شریعت میں کوئی تبدیلی کرے، کجا یہ کہ وہ قرآن کریم میں سے کچھ حذف کرسکے۔ دین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر مکمل ہوگیا اور اس میں بعد میں کوئی تبدیلی نہیں کی جاسکتی یہ بات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر محض الزام کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

قرآن مجید کا یہ اعجاز ہے کہ یہ جلد حفظ ہوجاتا ہے، جبکہ باقی کتابوں میں بہت صعوبت ہوتی ہے اور ان کو حفظ کرنا انتہائی مشکل ہوجاتا ہے۔ قرآن کریم کو پہلے پہل جمع کرنے کا خیال بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حفاظ کرام کی شہادت کے بعد آیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی اس کتاب کے بارے میں فرمایا:

﴿بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا الظَّالِمُونَ﴾ [لعنكبوت:۴۹]
''دراصل یہ روشن نشانیاں ہیں، ان لوگوں کے دلوں میں جنہیں علم بخشا گیا ہے اور ہماری آیات کا انکار نہیں کرتے مگر وہ جو ظالم ہیں۔''

قرآن مجید جس شکل میں اور جن حروف میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا، انہی حروف کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے محفوظ رکھا اور انہی حروف کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے محفوظ رکھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہی صحیفوں سے نقل کیا جو

www.KitaboSunnat.com

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے اور پھر ان مصاحف کو مختلف علاقوں میں پھیلا دیا۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں لوگوں کا کہنا کہ انہوں نے سوائے حفص کی قراءت کے باقی سب قراءات ختم کر دیں، بالکل درست نہیں ہے اور یہ وہی لوگ کہہ سکتے ہیں جن کو اس کی اصل کا پتہ نہیں ہے۔

اگر آپ مراکش میں چلے جائیں وہاں ورش کی قراءت ہے۔ لہٰذا یہ قراءات آج بھی محفوظ ہیں۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ ہمارے مشرق میں صرف حفص کی قراءت مروج ہے۔ جہاں تک سبعۃ احرف کا تعلق ہے تو وہ اپنی وسعت کے ساتھ جس طرح قرآن مجید میں پہلے موجود تھے، اسی طرح قرآن مجید میں اب بھی موجود ہیں اور تا قیامت اسی طرح رہیں گے۔ ان وجوہ وحروف کو قرآن سے نکالنے کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے اور جمہور اُمت اس بات پر متفق ہے کہ قرآن سات حروف پر نازل ہوا تھا اور وہ آج بھی اسی طرح قائم و دائم ہیں جس کی تائید ائمہ کے ان اقوال سے ہوتی ہے جو آگے ذکر کئے جا رہے ہیں۔

⑧ جیسا کہ ہم ذکر کر آئے ہیں کہ سبعہ احرف کی مراد سے متعلق متعدد اقوال ہیں۔ ان میں سے ائمہ و ماہرین قراءت نے جن اقوال کو راجح قرار دیا وہ دو ہیں۔ ① لغات ② وجوہ

اگرچہ محققین آئمہ قراءات نے ان دو اقوال میں سے سات وجوہ کے قول کو سبعہ احرف کی تعین کے قریب تر قرار دیا ہے جو کہ امام ابن جزری رحمہ اللہ کے بعد امام ابو الفضل رازی رحمہ اللہ نے ان وجوہ کو یوں بیان کیا ہے:

"الکلام لا یخرج عن سبعة أوجه فی الاختلاف، الأول: اختلاف الأسماء من إفراد وتثنية وجمع أو تذكير وتأنيث، الثانی: اختلاف تصریف الأفعال من ماضی ومضارع وأمر، الثالث: وجوه الإعراب، الرابع: النقص والزیادة، الخامس: التقدیم والتأخیر، السادس: الإبدال، السابع: اختلاف اللغات كالفتح والإمالة والترقیق والتفخیم والإدغام والإظهار

[فتح لباري: ۹/۲۹]

''قراءات کا اختلاف سات وجوہ میں منحصر ہے:

① اختلاف اسماء: جس میں مفرد، تثنیہ وجمع اور تذکیر وتانیث کا اختلاف ہے۔ [①]

② اختلافِ افعال: کسی قراءت میں ماضی کا صیغہ، کسی میں مضارع اور کسی میں امر۔ [②]

③ وجوہ اعراب کا اختلاف: جس میں اعراب یا حرکات مختلف قراءتوں میں مختلف ہوں۔ [③]

④ الفاظ کی کمی بیشی کا اختلاف: ایک قراءت میں کوئی لفظ کم اور دوسری میں زیادہ۔ [④]

⑤ تقدیم وتاخیر کا اختلاف: قراءت میں کوئی لفظ مقدم اور دوسری میں مؤخر ہو۔ [⑤]

⑥ اختلاف ابدال: ایک کلمہ کو دوسرے کلمہ کی جگہ بدل دینا۔ [⑥]

⑦ لہجات کا اختلاف: جس میں فتحہ، تفخیم، ترقیق، اِمالہ، قصر، اظہار اور ادغام کا اختلاف ہو۔'' [⑦]

---

① جیسے تمت كلمة ربك، دوسری قراءت میں تمت كلمات ربك نیز وما ربك بغافل عما يعملون کو تعملون کی قراءت سے پڑھا گیا۔ اس طرح فدية طعام مسكين کو مساكين اور وكتبه ورسله کو رسالته پڑھا گیا ہے۔ لا يقبل منها شفاعة میں يقبل مذکر کو مونث کے صیغہ تقبل سے بھی پڑھا گیا ہے۔

② جیسے ومن تطوع خيرا کو ومن يطوع خيرا اور قال كم لبثتم کو قل كم لبثتم، قال اعلم أن الله على كل شيء قدير کو قال إعلم أن الله على كل شيءٍ قدير =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

⑨ ہمارا نقطہ نظر: مذکورہ بالا سبعہ احرف کی تعین میں درج کی گئیں وجوہ کو اگرچہ راجح ترین سمجھا گیا ہے، لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ سبعہ احرف کی تعیین میں دو اقوال: ① لغات ② وجوہ۔ دونوں میں تطبیق کی صورت موجود ہے جس کے لیے تفصیل درکار ہے اور ہم انشاء اللہ آئندہ تحریر میں اس پر مفصل بحث کریں گے۔

بہرصورت سبعہ احرف کی تعین میں اقوال کے نظری اختلاف کے باوجود تمام ائمہ قراء اس موقف پر اجماعی عقیدہ رکھتے ہیں کہ ابن جزری کی بیان کی ہوئی سات وجوہ قرآن کا حصہ ہیں اور ہمارا مدعا بھی یہی ہے کہ ان سات وجوہ میں بیان کی گئیں تمام جزئیات کو قرآن کا حصہ مانا جائے اور آج تک امت نے ان کو قرآن میں شامل ہی سمجھا ہے اور یہی جزئیات آج تک مختلف ممالک میں قرآن کے طور متداول ہیں۔ اس لیے وہ لوگ جو اختلاف اقوال کو بنیاد بناتے ہوئے مذکورہ جزئیات کے سرے سے انکاری ہیں بلکہ فتنہ سمجھتے ہیں انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ مختلف اقوال کے حامل آئمہ بھی کسی نہ کسی شکل میں مذکورہ وجوہ کو قرآن کا حصہ ہی مانتے ہیں۔ اس لحاظ سے ترک قراءات کا مؤقف رکھنے والے صریحاً گمراہ اور سبیل المؤمنین سے ہٹے ہوئے ہیں۔

سبعہ اَحرف اور ائمہ کرام

* علامہ بدر الدین زرکشی رحمہ اللہ اپنی کتاب البرهان فی علوم القرآن میں قاضی ابوبکر رحمہ اللہ کے حوالہ سے ذکر کرتے ہیں کہ صحیح بات یہ ہے کہ:

”أن هذه الأحرف السبعة ظهرت واستفاضت عن رسول الله ﷺ وضبطها عنه الأئمة وأثبتها عثمان والصحابة فی المصحف“ [۱/۲۲۳]

’’یہ سبعہ حروف نبی کریم ﷺ سے بڑے مشہور و معروف ہیں۔ ائمہ نے سبعہ حروف کو ضبط کیا ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی انہیں مصاحف میں ثابت رکھا۔‘‘

علامہ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”من قال إن عثمان أبطل الأحرف السبعة فقد كذب۔ من قال ذلك ولو فعل عثمان ذلك أو أراده لخرج عن الإسلام بل الأحرف السبعة كلها موجودة قائمة عندنا كما كانت مثبتة فی القراء ات المشهورة المأثورة [لملل و لنحل:۲/۷۷]

=③ مثلاً ولاتسئل عن أصحاب الجحيم کو ولا تسئل عن أصحاب الجحيم، اسی طرح إلا أن تكون تجارة کو إلا أن تكون تجارة اور الله الذی له ما فی السمٰوٰت والارض کو الله الذی له ما فی السمٰوٰت والارض اور فی لوح محفوظ کو فی لوح محفوظ پڑھا گیا ہے۔

④ مثلاً وسارعوا إلی مغفرة کو سارعوا إلی مغفرة اور وما عملته أيديهم کو وما عملت أيديهم اور فإن الله هو الغنی الحميد کو فإن الله الغنی الحميد پڑھا گیا ہے۔

⑤ وجآء ت سكرة الموت بالحق کو جاء ت سكرة الحق بالموت

⑥ فتبينوا کو فتثبتوا اور كيف ننشزها کو كيف ننشرها، اسی طرح هنالك تبلوا كل نفس کو هنالك تتلوا كل نفس

⑦ خطوات کو خطوات، بيوت کو بيوت، خفية کو خفية، يحسب کو يحسب، يعزب کو يعزب

www.KitaboSunnat.com

''جو شخص یہ کہتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چھ حروف کو ختم کردیا تھا، وہ جھوٹا ہے۔ اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یہ کام کرتے یا اس کا ارادہ کرتے تو وہ اسلام سے خارج ہوجاتے۔ حقیقت یہ ہے کہ سبعہ احرف تمام کے تمام ہمارے پاس اسی طرح محفوظ ہیں جس طرح کہ مشہور ومعروف قراءات میں موجود ہیں۔''

امام غزالی رحمہ اللہ 'سبعہ احرف' کے متعلق لکھتے ہیں:

"ما نقل إلينا بين دفتي المصحف على الأحرف السبعة المشهورة نقل متواترا"

[لمستصفی:۶۵/۱]

''مصحف وہ ہے جو دو گتوں کے درمیان ہے اور اس میں سات حروف ہیں جو مشہور ہیں اور تواتر کے ساتھ منقول ہیں۔''

ابو الولید الباجی مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"فإن قيل هل تقولون: إن جميع هذه السبعة الأحرف ثابتة في المصحف والقراء ة بجميعها جائزة؟ قيل لهم:كذلك نقول: والدليل علىٰ صحة ذلك قوله عزوجل: ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ ولا يصح انفصال الذكر المنزل من قراء ته فيمكن حفظه دونها ومما يدل على صحة ما ذهبنا إليه أن ظاهر قول النبیﷺ يدل على أن القرآن أنزل على سبعة أحرف تيسيرا على من أراد قراء ته ليقرأ كل رجل مما تيسر عليه وبما هو أخف على طبعه وأقرب للغته لما يلحق من المشقة بذلك المألوف من العادة في النطق ونحن اليوم من عجمية ألسنتنا و بُعدنا عن فصاحة العرب أحوج" [لمنتقیٰ:۳۴۷/۱]

''اگر یہ کہا جائے کہ کیا آپ کا قول یہ ہے کہ یہ ساتوں حروف مصحف میں آج بھی موجود ہیں، اس لیے کہ ان سب کی قراءۃ (آپ کے نزدیک) جائز ہے؟ تو ہم یہ کہیں گے کہ جی ہاں! ہمارا قول یہی ہے اور اس کی صحت کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ ''کہ ہم نے ہی قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔'' اور قرآن کو اس کی قراءات سے الگ کرنا ممکن نہیں ہے کہ قرآن تو محفوظ رہے اور اس کی قراءات ختم ہوجائیں۔''

ہمارے قول کے صحیح ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ نبی ﷺ کا یہ فرمان واضح طور پر دلالت کرتا ہے کہ قرآن کو سات حروف پر اس لیے نازل کیا گیا کہ اس کی قراءت کرنے والے کو آسانی ہوتا کہ ہر شخص اس طریقہ سے تلاوت کرسکے جو اس کے لیے آسان ہو، اس کی طبیعت کے لحاظ سے زیادہ سہل اور اس کی لغت سے زیادہ قریب ہو، کیونکہ گفتگو میں جو عادت پڑ جاتی ہے، اسے ترک کرنا مشکل ہوجاتا ہے اور آج ہم لوگ اپنی زبان کی عجمیت اور عربی فصاحت سے دور ہونے کی بنا پر اس سہولت کے زیادہ محتاج ہیں۔''

مندرجہ بالا اقوال سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ اس کی کوئی وجہ نہیں کہ انسان سبعہ حروف کا انکار کرے اور یہ کہے کہ اس وقت صرف ایک حرف ہے اور باقی کوئی حرف نہیں۔ اللہ کی کتاب میں اپنی طرف سے تصرف کرنے کا کسی کو اختیار نہیں۔

قرآن کریم میں ہے:

﴿وَإِذَا تُتْلَى عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا ائْتِ بِقُرْآنٍ غَيْرِ هَذَا أَوْ بَدِّلْهُ قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ مِنْ تِلْقَائِ نَفْسِي إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَى إِلَيَّ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ﴾ [یونس:۱۵]

''جب انہیں ہماری صاف صاف آیات سنائی جاتی ہیں تو وہ لوگ جو ہم سے ملنے کی توقع نہیں رکھتے، کہتے ہیں کہ اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بجائے کوئی اور قرآن لاؤ یا اس میں کچھ ترمیم کرو، اے نبیؐ! ان سے کہو: میرا یہ کام نہیں ہے کہ میں اپنی طرف سے اس میں کوئی تغیر وتبدل کرلوں۔ میں تو بس اس وحی کا پیرو ہوں جو میرے پاس بھیجی جاتی ہے۔اگر میں اپنے ربّ کی نافرمانی کروں تو مجھے ایک بڑے ہولناک دن کے عذاب کا ڈر ہے۔''

یہ نص ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی طرف سے کسی زیر وزبر کا بھی تصرف نہیں کیا اور ہمارا ایمان ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی زندگی میں اس میں کسی قسم کا ردو بدل نہیں کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی تصرف نہیں کیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی تصرف نہیں کیا اور یہ قرآن اسی شکل میں جس شکل میں آسمان سے جبریل علیہ السلام لائے تھے، ہمارے پاس پہنچا ہے۔

جہاں تک قراءات کا تعلق ہے تو وہ ثابت ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ قراءت مجھے پسند ہے اور فلاں کی قراءت پسند نہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب التفسیر میں متعدد مقامات پر مختلف قراءات کا تذکرہ کیا ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جو تلف کیا، وہ کیا تھا؟

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جو کچھ ختم کیا، وہ کیا تھا؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اکٹھے کئے ہوئے صحائف جو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس موجود تھے، کو لے کر انہیں مصاحف میں نقل کیا، کیونکہ یہ عرضۂ اخیرہ یعنی حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا جو آخری دور ہوا تھا، اس کے مطابق تھے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نبی ﷺ کو ہر سال قرآن کا دور کرواتے، جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"كان يعرض على النبی ﷺ القرآن كل عام مرة فعرض عليه مرتين في العام الذي قبض فيه"

''نبی ﷺ پر قرآن ہر سال پیش کیا جاتا۔ آپ ﷺ کی وفات والے سال دو دفعہ آپ پر قرآن پیش کیا گیا۔''

[صحیح لبخاری:۴۹۹/۸]

ابن سعد رحمہ اللہ نے مشہور تابعی علامہ ابن سیرین رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے:

"فأنا أرجو أن تكون قراء تنا العرضة الآخيرة" [لطبقات لکبریٰ :۱۹۵/۲]

''پس مجھے اُمید ہے کہ ہماری موجودہ قراءت اسی عرضہ اخیرہ کے مطابق ہے۔''

اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرضۂ اخیرہ والے قرآن کو ہی نقل کیا تھا جبکہ عرضہ اخیرہ والا قرآن وہ قرآن تھا جس میں آخری احکام اور جو جو تبدیلی مقصود تھی، کردی گئی۔ اب یہ قرآن جو تبدیلیوں سے مبرا تھا، اسی کو سامنے رکھتے ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مصاحف نقل کئے اور تبدیل شدہ چیزیں جن میں منسوخ آیات، شاذ قراءات اور سبعہ احرف میں سے جزوی چیزیں بدل جاچکی تھیں اور لوگوں میں شائع ہوچکی تھیں اور وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس جمع شدہ قرآن کی اطلاع نہ پاسکے، نتیجتاً جس کسی کے پاس جو کچھ تھا وہ تلاوت کرتا رہا، جس سے اختلافات کا ہونا لازم امر تھا۔ اب جو مصاحف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تلف کئے تھے، ان میں یہ چیزیں شامل تھیں مثلاً ایسی منسوخ آیات جن کی تلاوت منسوخ ہوچکی تھی مگر لوگ پڑھ رہے تھے۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فأنزلت هذاالآية ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلوةِ الْعَصْرِ﴾ فقرأنا ها ماشاء الله ثم نزلت ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلوةِ الْوُسْطٰى﴾

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

’’پہلے یہ آیت نازل ہوئی: ﴿حافظوا علی الصلوات والصلوۃ العصر﴾ تو جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا، ہم اسے پڑھتے رہے پھر یہ آیت نازل ہوئی۔ ﴿حافظوا علی الصلوات الصلوۃ الوسطی﴾ [فتح لباری:۸/۱۹۸]

اور یہ منسوخ شدہ آیت عرضہ اخیرہ میں موجود نہیں تھی۔اسی طرح کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم قرآن لکھتے ہوئے تفسیری کلمات بھی ساتھ لکھ دیتے تھے جیسا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وکان لا یعتقد تحریم ذلك وکان یراہ کصحیفة یثبت فیها ما یشاء وکان رأي عثمان والجماعة منع ذلك لئلا یتطاول الزّمان ویظنّ ذلك قرآنا [شرح لنووی:۶/۳۴۹]

’’وہ قرآن کے متن کے ساتھ اس کی تفسیر کو لکھنا حرام نہیں سمجھتے تھے بلکہ وہ اسے مصحف کی بجائے ایک صحیفہ سمجھتے تھے اور اس میں جو چاہتے لکھ لیتے، لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم اس کو ممنوع سمجھتے تھے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ایک مدت گزرنے کے بعد لوگ اسے بھی قرآن سمجھ لیں۔‘‘

جمع صدیقی اور جمع عثمانی میں یہ تمام چیزیں نکالی گئی تھیں اور انہوں نے سات حروف میں سے چھ کو قطعاً ختم نہیں کیا تھا بلکہ انہوں نے وہی کچھ نکالا تھا جو عرضہ اخیرہ کے وقت اللہ کی طرف سے نکال دیا گیا تھا۔

خوش خبری

قارئین کرام کی دلچسپی اور قراءات قرآنیہ کے دیگر تشنہ پہلوؤں کی سیرابی کے پیش نظر انتظامیہ رشد نے قراءات نمبر م حصہ اوّل ودوم کی شاندار اشاعت کے بعد اسی ضخامت اور اسی علمی معیار پر مبنی قراءات نمبر کا تیسرا اور آخری حصہ بھی نکالنے کا ارادہ کیا ہے۔ یہ تحقیقی شمارہ ماہ اکتوبر تا دسمبر ۲۰۰۹ء کی اشاعت پر مشتمل ہوگا۔ان شاء اللہ قارئین کرام نوٹ فرمالیں۔ (ادارہ)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ